محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم ایمان میں سے ہے

مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر
نائب صدر وفاق المدارس العربیہ پاکستان

دمشق یونیورسٹی کے شعبہ علوم القرآن والسنۃ کے سابق نگران اعلیٰ دکتور نور الدین عتر کی ''حب الرسول صلی اللہ علیہ وسلم من الایمان'' ایک مختصر عربی تالیف ہے، جس میں محبت کیا ہے؟ اس کے تقاضے کیا ہیں؟ اور صحابہ کرامؓ نے کس انداز میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کی، وغیرہ جیسے ابواب شامل ہیں۔ ڈاکٹر صاحب موصوف کی اس کتاب کا اردو ترجمہ ''حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر صاحب مدظلہ کے قلم کو ہر بار سے قارئین وفاق کی خدمت میں قسط وار پیش ہے......(ادارہ)

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے جیش العسر ہ کے لیے نوسو چالیس اونٹ اور ساٹھ گھوڑے پیش کر کے ایک ہزار مکمل کردیے، ایک روایت میں ہے: تین سو اونٹ ان کے پالان اور جھل کے ساتھ اللہ کی راہ میں دیے۔ غالباً یہ ابتداء میں ایسا ہوا پھر ہزار پورے کردیے جیسے پہلے ذکر ہوا، جس پر نبی کریم ﷺ فرمانے لگے:

"ماضرّ عثمان ماعمل بعد اليوم"

ترجمہ: ''آج کے بعد عثمان جو کام کرے اسے کوئی نقصان نہیں''۔

اور آپ ﷺ نے یہ جملہ بار بار دہرایا، اس کے علاوہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے مزید ایک ہزار اشرفی مصارف کے لیے آپ ﷺ کی جھولی میں لاکر ڈال دی (اور دینار پانچ گرام سونے کا ہوتا ہے) اس کے بعد آپ ﷺ کے اس قول پر کسی تعجب کی ضرورت نہیں۔

آیئے! آپ کو ایک سخاوت کی قیمت بتاؤں، ایک اونٹ قربانی کے سات بکروں کے برابر ہوتا ہے اور دینا کم از کم ایک قربانی کے جانور کے برابر اور کبھی دو جانور کے برابر ہوتا تھا۔ تو اب آپ ﷺ کے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے حق میں "ما ضرّ عثمان ما عمل بعد اليوم"

ترجمہ: ''آج کے بعد عثمان جو بھی عمل کرے اس کے لیے مضر نہیں۔''

فرمانے کے بعد آپ کو ان جاہلوں کے اتہامات کا اندازہ ہو جائے گا جو انہوں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اور ان کی

ولایت پر باندھے ہیں، کیوں کہ انہوں نے انہی حضرات کو مختلف عہدے سونپے ہیں جن کو نبی کریم ﷺ اور حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کے دورِ خلافت میں سونپے گئے تھے۔

نبی کریم ﷺ کے ہاں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی قدر و منزلت کا اندازہ اس سے لگائیں کہ جب آپ ﷺ نے صلح حدیبیہ کے موقع پر ان کو اپنا نمائندہ بنا کر قریش مکہ کے پاس بھیجا اور ان کے واپس آنے میں تاخیر ہوگئی تو مسلمانوں کو گمان ہوگیا کہ قریش نے ان کو قتل کردیا ہے تو نبی کریم ﷺ نے مشرکین سے لڑنے کے لیے بیعتِ رضوان کی دعوت دی تاکہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے خون کا بدلہ لیں تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے آپ ﷺ سے درخت کے نیچے بیعتِ رضوان فرمائی اور رسول اللہ ﷺ نے اپنے دو مبارک ہاتھوں میں سے ایک ہاتھ کو اٹھاتے ہوئے فرمایا: یہ عثمان کی طرف سے ہے اور اس سے دوسرے ہاتھ مبارک پر بیعت فرمائی اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو یہ وہ فضیلت حاصل ہے جو کسی اور کو حاصل نہیں کہ رسول اللہ ﷺ کا ہاتھ مبارک ان کے لیے ان سب کے ہاتھوں کے مقابلہ میں بہتر تھا۔ رضی اللہ عنہم اجمعین۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی زندگی عظیم کارناموں سے بھری پڑی ہے، جب وہ حبشہ سے ہجرت کر کے مدینہ منورہ پہنچے تو آپ ﷺ کے ساتھ رہے اور جو ان سے ممکن ہوا خیر کے کاموں میں حصہ لیتے رہے، پھر ان کی خلافت کا دور بھی عظیم فتوحات سے بھرا پڑا ہے۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے مقام اور رسول اللہ ﷺ سے غایتِ محبت کا اندازہ آپ اس گفتگو سے لگائیں جس سے انہوں نے خوارج کو لاجواب کردیا تھا۔ چنانچہ محدثین حضرات کی اسانید اور باریک شرائط کے ساتھ حضرت ثُمامہ بن حَزْن قشیری مشہور ثقہ تابعی رحمہ اللہ سے مروی ہے، وہ فرماتے ہیں: میں اس وقت حاضر تھا جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اپنے مکان کی چھت پر کھڑے ہو کر باغیوں سے مخاطب ہو کر فرمایا: اپنے ان دو ساتھیوں کو میرے پاس لاؤ جنھوں نے تمھیں میرے خلاف ابھارا ہے! چنانچہ ان دونوں کو لایا گیا گویا کہ وہ دو اونٹ ہیں یا جیسے وہ دو گدھے ہیں! اب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ لوگوں کے سامنے آئے اور فرمایا، میں تمھیں اللہ اور اسلام کا واسطہ دے کر پوچھتا ہوں: کیا تمھارے علم میں ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ مدینہ منورہ تشریف لائے تو مدینہ میں سوائے ''بئر رومہ'' کے، میٹھے پانی کا کنواں نہ تھا، تو آپ ﷺ نے فرمایا: کوئی ہے جو بئر رومہ کو خرید کر مسلمان کے لیے وقف کردے اور اس میں اس کا حصہ ہو اس خیر کے بدلے جو اسے جنت میں دی جائے گی؟ تو میں نے اسے اپنے ذاتی مال سے خریدا؟ اور آج تم نے مجھے اس کے پانی پینے سے بھی روک رکھا ہے، جبکہ میں عام کھارا پانی پی رہا ہوں! سب نے کہا: اللہ گواہ ہے کہ ایسا ہی ہے۔

پھر فرمایا: میں تمھیں اللہ اور اسلام کا واسطہ دے کر پوچھتا ہوں، کیا تمھیں معلوم ہے کہ مسجدِ نبوی نمازیوں کے لیے تنگ ہوگئی تھی تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کون ہے جو فلاں خاندان کی زمین خرید کر مسجد میں شامل کردے اس خیر کے بدلے جو اسے جنت میں دی جائے گی؟ تو میں نے وہ زمین اپنے ذاتی مال سے خرید کر مسجد میں شامل کی، اور آج تم نے مجھے اس میں دو رکعت نماز پڑھنے سے بھی روک رکھا ہے؟ سب نے کہا: اللہ گواہ ہے، ایسا ہی ہے۔

پھر فرمایا: میں تمہیں اللہ اور اسلام کا واسطہ دے کر پوچھتا ہوں، کیا تمہیں معلوم ہے کہ "جیش العسرۃ" کا انتظام میں نے اپنے مال سے کیا تھا؟ سب نے کہا: اللہ گواہ ہے، ایسا ہی ہے۔

پھر فرمایا: میں تمہیں اللہ اور اسلام کا واسطہ دے کر پوچھتا ہوں، کیا تمہیں معلوم ہے کہ رسول اللہ ﷺ ثبیر کے پہاڑ پر کھڑے تھے اور آپ کے ساتھ ابوبکر و عمر اور میں کھڑا تھا تو پہاڑ ہلنے لگا یہاں تک کہ اس کے پتھر نیچے گرنے لگے تو آپ ﷺ نے اس پر اپنا بایاں پاؤں مارا اور فرمایا: ٹھہر جاؤ اے ثبیر! تجھ پر اس وقت ایک نبی، ایک صدیق اور دو شہید کھڑے ہیں؟ تو سب نے کہا: اللہ گواہ ہے کہ ایسا ہی ہوا تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا: "اللہ اکبر" سب نے میری گواہی دی ہے اور رب کعبہ کی قسم میں شہید ہونے والا ہوں۔ آپ نے یہ بات تین بار فرمائی۔ یہاں تک کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ جو ذکر ہوا یہ بہت سی صحیح حدیث سے ثابت ہے۔ اس کے علاوہ بھی آپ کے فضائل اور مناقب میں بہت سی احادیث وارد ہیں۔

نیز بہت سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے صحیح اور حسن اسانید سے یہ بھی ثابت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے اس فتنہ کے بارے میں خبر دی ہے جس میں سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ شہید ہوں گے اور وہ حق پر ہوں گے اور وہ مظلوم قتل ہوں گے۔ ان احادیث میں ایک حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث ہے جس میں وہ فرماتے ہیں کہ: رسول اللہ ﷺ نے ایک فتنہ کا ذکر فرمایا، اتنے میں ایک شخص کا وہاں سے گزر ہوا تو آپ ﷺ نے اس کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا: یہ شخص جو منہ پر کپڑا لٹکائے جا رہا ہے، یہ اس فتنہ میں مظلوم قتل ہوگا۔ حضرت عبداللہ فرماتے ہیں کہ میں نے اس شخص کو دیکھا تو وہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ تھے۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی حیاء اور لوگوں کی جان کی فکر کا حال یہ تھا کہ آپ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین، اپنے محافظوں اور اپنے غلاموں کو اس سے روک دیا تھا کہ وہ ان کی طرف سے باغیوں سے قتال کریں اور فرمایا کہ وہ چلے جائیں، اور اپنے غلاموں سے فرمایا: جس نے اپنے ہتھیار پھینک دیے وہ آزاد ہے اور ان کے گھر سات سو کے قریب ایک بڑی جماعت تھی، اگر ان کو چھوڑ دیتے تو وہ ان باغیوں کو مار بھگاتے۔

آخری دن انہوں نے اپنی شہادت کے بارے میں بھی گفتگو فرمائی اور فرمایا کہ: یہ لوگ مجھے قتل کریں گے، پھر فرمایا: میں نے نبی کریم ﷺ کو اور آپ کے ساتھ ابوبکر و عمر کو خواب میں دیکھا ہے تو نبی کریم ﷺ نے مجھ سے فرمایا: اے عثمان! ہمارے ساتھ افطار کرو، چنانچہ اس دن آپ نے روزہ رکھا اور روزہ کی حالت میں شہید کر دیے گئے۔ رضی اللہ عنہ وأرضاه وأجزل عن القرآن وخدمات الإسلام مثوبته وأعلامأواه.

حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کی محبت کا بیان...... آپ، رسول اللہ ﷺ کے چچا زاد بھائی ہیں اور آپ کی گود میں پلے ہیں، آپ ﷺ کی نبوت سے تقریباً پانچ سال پہلے پیدا ہوئے اور ایک قول کے مطابق دس سال پہلے۔ مکہ

والوں میں قحط سالی آئی، آپ کے چچا ابو طالب کثیر العیال تھے تو نبی کریم ﷺ نے حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے ساتھ یہ طے کیا کہ چچا ابو طالب کا بوجھ ہلکا کیا جائے، اور ہر ایک ہم میں سے ابو طالب کے بیٹوں میں سے ایک ایک کو لے لے، تو نبی کریم ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو اور حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے حضرت جعفر کو اپنے ساتھ لے لیا۔

جب نبی کریم ﷺ کو نبوت عطا ہوئی تو حضرت علی رضی اللہ عنہ آپ ﷺ کے پاس آئے، آپ کو دیکھا کہ آپ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ نماز پڑھ رہے ہیں، آپ نے ان دونوں سے پوچھا: یہ کونسا دین ہے؟ آپ ﷺ نے ان کو دینِ اسلام کے بارے میں بتایا اور ان کو اسلام کی دعوت دی، حضرت علی رضی اللہ عنہ چلے گئے، دوسرے دن پھر حاضر ہوئے اور رسول اللہ ﷺ پر ایمان لے آئے، آپ ﷺ کے ساتھ گھر میں اور پہاڑوں کی وادیوں میں نماز پڑھنے لگے، نیز دوسروں کی رہنمائی کرتے اور انہیں نبی کریم ﷺ تک پہنچاتے۔

جب آپ ﷺ نے ہجرت کا ارادہ فرمایا تو حضرت علی رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ آپ میرے بستر پر سو جائیں، تاکہ مشرکین کو دھوکا دے سکیں، چنانچہ آپ حکم بجالائے اور خطرے کی پرواہ نہیں کی، اور پھر وہ امانتیں جو نبی کریم ﷺ کے پاس تھیں ان امانت والوں کو پہنچادیں، حضرت علی رضی اللہ عنہ کا یہ کارنامہ اس کارنامے کی تکمیل تھی جو حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ آپ ﷺ کی رفاقت میں انجام دے رہے تھے اور بڑے خطرات اور عظیم مصائب کا مقابلہ کر رہے تھے، ہجرت کے بعد نبی کریم ﷺ نے حضرت علی اور حضرت سہل بن حنیف رضی اللہ عنہما کے درمیان سیرت نگاروں کے بقول مواخات کا رشتہ قائم فرمایا لیکن امام ترمذیؒ نے بسند حسن روایت نقل کی ہے کہ آپ ﷺ نے اپنے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کے درمیان مواخات کا رشتہ قائم فرمایا، پھر مدینہ منورہ کے قیام کے دوران آپؓ کی کوشش ہوتی کہ وہ کام کریں جو آپ ﷺ کو پسند ہیں، چنانچہ ایک دن حضرت علی رضی اللہ عنہ نے دیکھا کہ آپ ﷺ کے چہرے مبارک پر بھوک کے آثار ہیں تو فوراً ایک یہودی کے باغ میں تشریف لے گئے اور اس کی کھیتی کو کنویں سے پانی دینا شروع کیا اور سترہ ڈول نکالے، اس کے بدلے ان کو سترہ کھجوریں ملیں۔ وہ لاکر نبی کریم ﷺ کی خدمت میں پیش کیں تو آپ ﷺ نے فرمایا: کیا آپ کو اللہ اور اس کے رسول کی محبت نے اس کام پر آمادہ کیا ہے؟ تو انہوں نے فرمایا: جی ہاں یا رسول اللہ۔

سنہ دو ہجری میں حضرت علی رضی اللہ عنہ نے آپ ﷺ کی صاحبزادی حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے نکاح فرمایا اور ن کے ساتھ وہ زاہدانہ زندگی گزاری جو نبی کریم ﷺ نے اپنے اہلِ بیت کے لیے پسند فرمائی تھی اور آپ ﷺ نے محبت ر پیار سے ان کا لقب ''ابو تراب'' رکھا۔

رسول اللہ ﷺ کے ہاں حضرت علی رضی اللہ عنہ کی محبت کا خاص مقام تھا، غزوہ خیبر میں جب ایک قلعہ کا فتح ہونا مسلمانوں پر مشکل ہو گیا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کل میں جھنڈا ایسے شخص کو دوں گا جو اللہ اور اس کے رسول سے محبت کرتا ہے اور اس کے رسول اس سے محبت کرتے ہیں، اس موقع پر بڑے بڑے حضرات اس کی خواہش کرنے لگے ہر ایک

کی خواہش تھی کہ اسے یہ فضیلت حاصل ہو آپ ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو بلایا، ان کی آنکھیں دکھ رہی تھیں وہ تشریف لائے، تو آپ ﷺ نے ان کی آنکھوں میں اپنا لعاب مبارک ڈالا اور دعا فرمائی، تو وہ ایسے اچھے ہو گئے، گویا ان کو کبھی کوئی تکلیف ہوئی نہیں تھی آپ ﷺ نے ان کو جھنڈا پکڑایا، اللہ نے ان کے ذریعہ وہ قلعہ فتح کر دیا۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ اپنے سلف خلفاء راشدین رضی اللہ عنہم سے بہت محبت رکھتے تھے، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے محاصرہ کے وقت خود بھی ان کا دفاع کیا اور اپنے صاحبزادوں حضرت حسن اور حضرت حسین رضی اللہ عنہما کو بھی دفاع کرنے کا حکم دیا اور آپ ان لوگوں پر نکیر فرماتے جو ان کو خلفاء راشدین پر فضیلت دیتے تھے، اس سلسلے میں بہت سی روایات آئی ہیں، ان میں مشہور تابعی حضرت علقمہ رحمہ اللہ کی روایت ہے، انہوں نے بیان کیا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ہمیں ایک دن خطبہ دیا، حمد وثنا کے بعد فرمایا:

> مجھے معلوم ہوا ہے کہ کچھ لوگ مجھے ابوبکر وعمر پر فضیلت دیتے ہیں، اگر مجھے اس سے پہلے اس بات کی خبر ملتی تو میں ایسے لوگوں کو سزا دیتا، لیکن معلومات سے پہلے سزا دینا پسند نہیں کرتا۔ لہٰذا جس شخص نے بھی آج میرے اس خطبہ کے بعد اس قسم کی گفتگو کی تو وہ بہتان باندھنے والا شمار ہوگا، اور اسے وہی سزا دی جائے گی جو بہتان باندھنے والے کو دی جاتی ہے۔ یاد رکھو! رسول اللہ ﷺ کے بعد سب سے افضل ابوبکر ہیں پھر عمر ہیں رضی اللہ عنہما، ان کے بعد ہم نے ایسے کام کیے ہیں اللہ جو چاہے گا ان میں فیصلہ کرے گا۔

زید بن وھب روایت کرتے ہیں کہ سُوید بن غَفلہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس ان کی اِمارت کے زمانے میں حاضر ہوئے اور کہنے لگے: اے امیر المؤمنین! میرا ابھی کچھ ایسے لوگوں کے پاس سے گزر ہوا ہے جو حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کا جو مقام ومنزلت ہے اس کے خلاف باتیں کر رہے تھے، تو حضرت علی رضی اللہ عنہ فوراً اٹھے اور منبر پر تشریف لے گئے اور فرمایا: قسم ہے اس ذات کی جس نے دانہ کو پھاڑ کر اس سے پودا نکالا ہے اور جس نے انسان کو پیدا کیا ہے، ان دونوں سے وہی محبت کرے گا جو اونچا مؤمن ہوگا اور ان سے بغض وہی رکھے گا جو بد بخت اور دین سے دور ہونے والا ہوگا، ان دونوں کی محبت اللہ تعالیٰ کا قرب اور ان دونوں سے بغض دین سے دوری ہے، ان لوگوں کو کیا ہو گیا جو رسول اللہ ﷺ کے دو بھائیوں، آپ کے دو وزیروں، آپ کے دو ساتھیوں، قریش کے دو سرداروں اور مسلمانوں کے دو باپوں کے بارے میں باتیں کرتے ہیں؟! میں ہر اس شخص سے براءت کا اظہار کرتا ہوں جو ان دونوں کے حق میں گستاخی کرتا ہے اور اسے سزا بھی دوں گا۔

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بارے میں یہ کہتے سنا جب آپ ﷺ نے ان کو ایک غزوہ کے موقع پر اپنا نائب بنایا تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: یا رسول اللہ! آپ مجھے عورتوں اور بچوں پر اپنا نائب بنا رہے ہیں تو آپ ﷺ نے فرمایا: اے علی! کیا تجھے پسند نہیں کہ تو میرا

ایسا نائب ہو جیسا کہ حضرت ہارون حضرت موسیٰ کے نائب تھے (جب وہ کوہِ طور پر تشریف لے گئے) ہاں اتنی بات ہے کہ میرے بعد نبوت نہیں ہے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ خود فرماتے ہیں کہ نبی امی ﷺ نے مجھے خود فرمایا ہے، تجھ سے وہی محبت کرے گا جو مؤمن ہوگا، اور تجھ سے وہی بغض رکھے گا جو منافق ہوگا۔

اہلِ سنت والجماعۃ کا یہی عقیدہ ہے، حضرت علی رضی اللہ عنہ اور اہلِ بیت سے محبت کرنا، ان کے لیے دعا کرنا، نمازوں میں، ذکر کی مجالس میں، تنہائیوں میں اور رسول اللہ ﷺ کے ساتھ اہلِ بیت پر صلوٰۃ وسلام بھیج کر برکت اور خیر طلب کرنا۔

رضوان اللّٰہ علیہم أجمعین وعلیٰ أصحاب رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم أجمعین.

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی نبی کریم ﷺ سے محبت کے واقعات

حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ کا واقعہ:...... آپ کا نام خالد بن زید نجاری ہے، بنو نجار قبیلہ سے تعلق ہے، جو آپ ﷺ کے ننھیال کہلاتے ہیں، نبی کریم ﷺ کا جب پہلی بار مدینہ منورہ میں ورود ہوا، آپ ﷺ کی مہمان نوازی کا شرف اللہ تعالیٰ نے حضرت ابوایوب رضی اللہ عنہ کو دیا، آپ نبی کریم ﷺ کے ساتھ غایت درجہ کا ادب، اکرام اور انتہائی محبت کا تعلق رکھتے تھے۔ حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ کے مناقب میں ایک یہ ہے کہ آپ ﷺ نے پہلے آپ کے مکان کے نچلے حصہ میں قیام فرمایا، اس مکان کا اوپر کا حصہ بھی تھا، جس میں حضرت ابوایوب رضی اللہ عنہ قیام فرماتے تھے، ان پر یہ بات بہت گراں گزری کہ آپ ﷺ نیچے اور وہ اوپر ہوں، انہوں نے آپ ﷺ سے اوپر تشریف لے جانے کو عرض کیا تو آپ ﷺ نے یہ فرما کر ان کو تسلی دی کہ نیچے کا حصہ میرے اور میرے ملنے والوں کے لیے زیادہ آرام دِہ ہے جب کہ آنے والے بہت ہیں۔

حضرت ابوایوب رضی اللہ عنہ کی عادت تھی کہ اس وقت تک کھانا نہ کھاتے جب تک آپ ﷺ تناول نہ فرما لیتے، وہ کھانا تیار کر کے آپ ﷺ کی خدمت میں بھیجتے اور جب کھانے کا برتن واپس آتا تو اس میں آپ ﷺ کی انگلیوں کے جہاں نشان دیکھتے وہاں سے کھاتے۔

ایک بار ایسا ہوا کہ پانی کا مٹکا ٹوٹ گیا جس میں پانی تھا تو حضرت ابوایوب اور ان کی اہلیہ کو سخت پریشانی ہوئی کہ کہیں پانی آپ ﷺ پر نہ ٹپک جائے اور آپ کو تکلیف نہ ہو تو دونوں کمبل لے کر اس پانی کو خشک کرنے لگے۔

حضرت سَوَاد بن غَزِیّہ رضی اللہ عنہ کا آپ ﷺ کے پیٹ مبارک کو چومنا:...... غزوہ بدر میں رسول اللہ ﷺ صحابہ کرام کی صفوں کو سیدھا فرما رہے تھے اور آپ کے ہاتھ میں نیزہ تھا، جس سے صفوں کو سیدھا فرما رہے تھے تو جب آپ کا گزر حضرت سواد بن غزیّہ رضی اللہ عنہ کے پاس سے ہوا تو آپ نے ان کے پیٹ پر مارا اور فرمایا: اے سواد! سیدھے کھڑے ہو جاؤ تو انہوں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! آپ نے مجھے درد پہنچایا ہے جب کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو دینِ حق اور عدل

دے کر بھیجا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا بدلہ لے لیجیے پھر آپ ﷺ نے اپنے پیٹ سے کپڑا اٹھایا اور فرمایا بدلہ لے لو تو وہ صحابی آپ ﷺ سے چمٹ گئے اور پیٹ مبارک کو پیار کرنے لگے، آپ ﷺ نے فرمایا: اے سواد! کس چیز نے تجھے اس عمل پر آمادہ کیا ہے؟ انہوں نے عرض کیا: حضور معرکہ آپ کے سامنے ہے تو میں نے چاہا کہ آپ سے میری آخری ملاقات یوں ہو کہ میری جلد آپ کی جلد سے لگ جائے تو آپ ﷺ نے ان کے لیے دعا فرمائی۔

حضرت سواد رضی اللہ عنہ کے علاوہ بھی دوسرے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے ایسے واقعات ہوئے ہیں جن میں انہوں نے آپ ﷺ کے پیٹ مبارک یا جسم کے کسی حصہ کو بوسہ دینے کی کوشش کی، اسی طرح آپ ﷺ کے جسم کے اجزاء یا جس چیز کو آپ نے مس کیا ہو یا آپ کا وضو کا پانی بچا ہو اس سے تبرک حاصل کرتے تھے، اور یہ واقعات بہت ہیں، صلح حدیبیہ کے موقع پر بھی ایسے واقعات پیش آئے جیسے پہلے آچکا ہے۔

ام عمارہ رضی اللہ عنہا کا نبی کریم ﷺ کے لیے اپنی جان کو فدا کرنا:...... غزوۂ احد میں جب مسلمانوں کو نقصان پہنچا تو ام عمارہ رضی اللہ عنہا رسول اللہ ﷺ کے پاس چلی گئیں اور جنگ میں شریک ہو گئیں اور تلوار اور تیر کمان سے آپ ﷺ کا دفاع کرنے لگیں، یہاں تک کہ وہ زخمی ہو گئیں۔

حضرت سعد بن ربیع کی صاحبزادی ام سعد جو اس واقعہ کی راوی ہیں، وہ فرماتی ہیں: میں نے حضرت ام عمارہ رضی اللہ عنہا کے کندھے پر ایک گول اور گہرا زخم دیکھا تو میں نے ان سے پوچھا: یہ کس نے آپ کو زخمی کیا ہے؟ تو فرمایا: ابن قمئہ نے، اللہ اس کو ذلیل کرے، وہ ایسا ہوا کہ جب لوگ غزوۂ احد میں بھاگنے لگے اور رسول اللہ ﷺ تنہا رہ گئے تو ابن قمئہ آگے بڑھا اور کہنے لگا: مجھے بتاؤ! محمد کہاں ہیں؟ آج اگر وہ بچ گئے تو میرا مرنا بہتر ہے، تو میں نے اور مصعب بن عمیر اور کچھ حضرات جو رسول اللہ ﷺ کے ساتھ رہ گئے تھے ہم اس کے مقابلے میں آئے تو اس اللہ کے دشمن نے مجھ پر یہ وار کیا، اور میں نے بھی اس پر کئی وار کیے لیکن وہ اللہ کا دشمن دو زرہیں پہنے ہوئے تھا۔

ام عمارہ رضی اللہ عنہا کی طرح بہت سے دوسرے صحابہ نے بھی اس قسم کے کارنامے سرانجام دیے ہیں، انہیں میں حضرت قتادہ بن نعمان رضی اللہ عنہ بھی ہیں، فرماتے ہیں: میں غزوۂ احد میں اپنے چہرے سے حضور ﷺ کے چہرے مبارک کو بچا رہا تھا اور ابو دجانہ سماک بن خوشہ رضی اللہ عنہ اپنی پیٹھ سے حضور ﷺ کی پیٹھ بچا رہے تھے، یہاں تک کہ ان کی پیٹھ تیروں سے چھلنی ہو گئی، اسی طرح حضرت ابو طلحہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کے سامنے ڈھال بن کر کھڑے ہو گئے، اور ان کے علاوہ وہ حضرات جو آپ کے ساتھ ثابت قدم رہے، جس سے مشرکین مکہ جنگ ختم کرنے پر مجبور ہو گئے۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا بڑی بڑی مصیبتوں کے وقت آپ ﷺ کے ذریعہ تسلی حاصل کرنا:...... ان ہی واقعات میں قبیلہ دینار کی ایک عورت کا واقعہ سیرت کی کتابوں میں اسانید کے ساتھ مذکور ہے کہ آپ ﷺ کا گزر بنو دینار کی ایک خاتون پر ہوا جس کا خاوند، بھائی اور باپ سب غزوہ احد میں شہید ہو چکے تھے، جب لوگوں نے اس خاتون کو ان کی

شہادت کی خبر دی تو کہنے لگی: مجھے بتاؤ رسول اللہ ﷺ کس حال میں ہیں؟ انہوں نے کہا: آپ بعافیت ہیں، الحمد للہ! جیسا تم چاہتی ہو، وہ کہنے لگی: مجھے دکھاؤ! میں ان کو دیکھ تو لوں صحابہ نے آپ ﷺ کی طرف اشارہ کر کے اسے بتایا، جب اس نے آپ ﷺ کو دیکھ لیا تو بے ساختہ کہنے لگی: یارسول اللہ! آپ کی عافیت کے بعد سب مصیبتیں ہیچ ہیں۔

اس خاتون رضی اللہ عنہا کی اتنی بڑی مصیبت کہ خاوند، بھائی، والد سب شہید ہو گئے لیکن آپ ﷺ کی زیارت اور آپ کی بعافیت واپسی سے سب مصیبت ہلکی ہو گئی۔

رسول اللہ ﷺ کی ذاتِ شریفہ سے تسلی حاصل کرنے کی ایک مثال حضرت سعد بن ربیع رضی اللہ عنہ کی ہے، جو انصار کے سرداروں میں سے ہیں، غزوہ احد میں زخموں سے چور چور ہو گئے، کوئی ستر کے قریب جسم پر نیزے، تلوار اور تیر کے زخم تھے، ابھی ہوش میں تھے کہ نبی کریم ﷺ کا نمائندہ آپ کا سلام لے کر پہنچا اور ان کی کیفیت کا سوال کیا؟ تو حضرت ربیع رضی اللہ عنہ نے نمائندے سے فرمایا: رسول اللہ ﷺ پر سلام اور تجھے سلام، میری طرف سے آپ ﷺ کی خدمت میں عرض کیجئے: یارسول اللہ! مجھے تو جنت کی خوشبو محسوس ہو رہی ہے اور میری طرف سے میری قوم انصار سے کہہ دیں کہ اگر تم میں سے ایک شخص بھی زندہ ہو اور حضور ﷺ تک دشمن پہنچ گیا تو اللہ کے ہاں تمہارا کوئی عذر قابلِ قبول نہیں ہوگا۔ اس گفتگو کے بعد ان کی روح پرواز کر گئی۔ رضی اللہ عنہ

اسی طرح کے الفاظ حضرت انس بن نضر کے بھی ہیں جو حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہما کے چچا ہیں، انہوں نے بھی اپنے قاصد سے فرمایا: میری قوم انصار سے کہہ دو، اگر دشمن رسول اللہ ﷺ تک پہنچ جائے اور تم میں ایک شخص بھی زندہ ہو تو اللہ کے ہاں تمہارا کوئی عذر قبول نہ ہوگا، اسی طرح کے واقعات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں بہت ہیں۔

حضرت عمر بن العاص رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے زیادہ محبوب اور میری نگاہ میں جلیل القدر کوئی نہ تھا اور آپ کی تعظیم کی وجہ سے میں نگاہ پھیر کر آپ کو نہیں دیکھ سکتا تھا، یہاں تک کہ اگر مجھ سے کوئی آپ ﷺ کے حلیہ مبارک کے بارے میں پوچھے تو میں بیان نہیں کر سکتا۔

حضرت ثمامہ بن آثال رضی اللہ عنہ جو یمامہ کے سردار تھے اور اسلام سے پہلے اسلام کے دشمن تھے، لیکن جب اسلام ان کے دل میں داخل ہو گیا تو نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہا: "أشهد أن لا إله الا الله أشهد انّ محمداً عبده ورسوله"

کہنے لگے، اے محمد! بخدا اس سے پہلے روئے زمین پر آپ کے چہرہ سے زیادہ کوئی چہرہ ناپسند نہ تھا لیکن اب آپ کا چہرہ مبارک تمام چہروں سے زیادہ مجھے محبوب ہے۔ بخدا آپ کا دین مجھے تمام ادیان سے زیادہ ناپسند تھا لیکن اب آپ کا دین مجھے سب ادیان سے زیادہ محبوب ہے۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی نبی کریم ﷺ سے محبت کے مظاہر میں سے یہ بھی تھا وہ ہر وقت آپ کی ملاقات کا شوق

رکھتے تھے، حضرت بلال رضی اللہ عنہ کا قول پہلے گزر چکا ہے کہ وفات کے وقت وہ کہنے لگے: وائے میری خوشی! کل میں اپنے دوستوں سے ملوں گا، حضرت محمد ﷺ اور ان کے صحابہ رضی اللہ عنہم سے۔

حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ جو رسول اللہ ﷺ کے آزاد کردہ غلام ہیں، آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کرنے لگے: یا رسول اللہ! آپ مجھے میرے اہل اور مال سے زیادہ محبوب ہیں، میں جب گھر میں آپ کو یاد کرتا ہوں تو مجھے صبر اور قرار نہیں آتا، جب تک کہ میں آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر آپ کو دیکھ نہ لوں اور آج مجھے یہ خیال پریشان کر رہا ہے کہ آپ اور میرا جب دنیا سے جانا ہوگا تو جنت میں آپ تو انبیاء کرام علیہم السلام کے ساتھ اونچے درجوں پر ہوں گے اور اگر میں بھی جنت میں اللہ کے فضل سے داخل ہو گیا تو آپ کو وہاں نہ دیکھ سکوں گا۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے آیت نازل فرمائی:

﴿وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيّٖنَ وَالصِّدِّيْقِيْنَ وَالشُّهَدَآءِ وَالصّٰلِحِيْنَ وَحَسُنَ اُولٰٓئِكَ رَفِيْقًا﴾ (نساء: ٦٩)

ترجمہ: ”اور جو کوئی حکم مانے اللہ کا اور اس کے رسول کا سو وہ ان کے ساتھ ہیں جن پر اللہ نے انعام کیا کہ وہ نبی اور صدیق اور شہید اور نیک بخت ہیں اور اچھی ہے ان کی رفاقت۔“

آپ ﷺ نے حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ کو بلایا اور ان کو یہ آیت پڑھ کر سنائی تاکہ ان کو تسلی ہو جائے۔

اس طرح کی بہت سی مثالیں ہیں۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی زندگی رسول اللہ ﷺ کی محبت سے بھری پڑی ہے اور سیرت میں یہ واقعات کثرت سے موجود ہیں جن میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا اپنی جان و مال کے ساتھ جہاد کرنا، آپ ﷺ کے ہر حکم کی تعمیل چاہے وہ ان کی خواہشات کے کتنا ہی خلاف ہو، آپ ﷺ سے ملنے کا شوق اور آپ کے دنیا سے تشریف لے جانے کے بعد انہوں نے جاری رکھا، جب کہ ان کی تعداد بھی کم تھی اور اسلحہ بھی معمولی تھا پھر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے رسول اللہ ﷺ کی اس محبت کو اقوام عالم میں پھیلا دیا جو آپ ﷺ کے مکارم اخلاق اور جود و کرم کے ذریعہ ان کے اعمال و اخلاق پر چھائی ہوئی تھی، چنانچہ صحابہ کرام کی یہ اعلیٰ سیرت، اسلام کی طرف دلوں کا میلان کا ذریعہ بنی اور یہ سیرت اقوامِ عالم پر ان کی فضیلت کا سبب بنی اور اقوامِ عالم کی دینی اور دنیاوی شخصیات نے ان کو افضل سمجھا اور اس میں کوئی تعجب کی بات نہیں، کیوں کہ ان حضراتِ صحابہ کو ”خیر القرون“ کہا گیا ہے۔

اور انہی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے نقشہ قدم پر حضرات تابعین اور بعد میں آنے والے چلے اور انہی صحابہ سے انہوں نے تعلیم اور روایت سے پہلے مکارم اخلاق اور فضائل عملی طور پر سیکھے۔

اس کی تفصیل تو بہت لمبی ہو جائے گی، کیوں کہ اس کے لیے پوری سیرت کا مطالعہ کرنا ہوگا، پھر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی تاریخ کو دیکھنا ہوگا، جس میں بے شمار کتابیں لکھی گئیں، پھر پوری اسلامی تاریخ کو دیکھنا ہوگا، یہاں ہم نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی رسول اللہ ﷺ سے محبت کے چند نمونے پیش کیے ہیں، لہٰذا آپ اسے پڑھنے والے! ان کی اقتداء کریں،

کیوں کہ وہ رسول اللہ ﷺ اور پورے عالم کے درمیان واسطہ ہیں۔

بہت اہم دلائل......اس مضمون کو ختم کرنے سے پہلے ہم یہاں چند دلائل پیش کرتے ہیں جن سے رسول اللہ ﷺ کی محبت ثابت ہوتی ہے، ان دلائل میں سے ہم صرف تین پیش کرتے ہیں:

(۱)......آپ ﷺ کے اہلِ بیت سے محبت جو ازواجِ مطہرات، امہات المؤمنین، آپ کی اولاد اور تمام قرابت والوں کو شامل ہے، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿إِنَّمَا يُرِيدُ اللَّهُ لِيُذْهِبَ عَنكُمُ الرِّجْسَ أَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيرًا﴾ (الأحزاب: ۳۳)

ترجمہ: ''اللہ یہی چاہتا ہے کہ دور کرے تم سے گندی باتیں اے نبی کے گھر والوں اور ستھرا کردے تم کو ستھرائی سے۔''

اس آیت میں سیاق وسباق کے اعتبار سے خطاب امہات المؤمنین رضی اللہ عنہن کو ہے، لہٰذا وہ بھی اس آیت کا مصداق ہیں، اہلِ بیت رضی اللہ عنہم کی محبت ہر مسلمان کے ہاں ایک طبعی امر ہے، خصوصاً اہلِ سنت والجماعت کے ہاں کیوں کہ اس سلسلہ میں بہت سے دلائل وارد ہوئے ہیں اور اس لیے بھی کہ یہ محبت رسول اللہ ﷺ سے محبت کا لازمی نتیجہ ہے، جیسا کہ آپ ﷺ کا ارشاد ہے:

''اللہ سے محبت کرو کہ وہ تمھیں ہر قسم کی نعمتیں دیتا ہے اور اللہ کی محبت کی وجہ سے مجھ سے محبت کرو اور میری محبت کی وجہ سے میرے اہلِ بیت سے محبت کرو۔''

(۲)......صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے محبت...... کیوں کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے مددگار ہیں اور آپ ﷺ کے دین کو پہنچانے والے ہیں اور پورے عالم کے لیے آپ ﷺ کے سفیر ہیں، قرآن کریم میں بہت سی آیات اور آپ ﷺ کی احادیث صحابہ کرام کے فضائل میں وارد ہیں، جیسے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللَّهِ وَالَّذِينَ مَعَهُ أَشِدَّاءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَاءُ بَيْنَهُمْ﴾

ترجمہ: ''محمد رسول اللہ کا اور جو لوگ اس کے ساتھ ہیں زور آور ہیں کافروں پر نرم دل ہیں آپس میں۔''

اور یہ ارشاد ہے:

﴿لَقَدْ رَضِيَ اللَّهُ عَنِ الْمُؤْمِنِينَ إِذْ يُبَايِعُونَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ﴾

ترجمہ: ''تحقیق اللہ خوش ہوا ایمان والوں سے جب بیعت کرنے لگے تجھ سے اس درخت کے نیچے۔''

ان کے علاوہ دوسری آیات، اسی طرح کثیر تعداد میں احادیث وارد ہیں، جن میں دو متواتر حدیث ہیں:

خير القرون قرنی ''سب سے بہتر زمانہ میرا زمانہ ہے۔''

اور آپ ﷺ کا یہ ارشاد: ''لاتسبوا أصحابی فلو أن أحدکم أنفق مثل أحد ذهباً مابلغ مدّ أحدهم ولانصيفه.''

ترجمہ: ''میرے صحابہ کو بُرا بھلا نہ کہنا اگر تم میں سے کوئی شخص احد پہاڑ کے برابر سونا بھی خرچ کرے تو ان کے خرچ کردہ ایک مد اور آدھی مد کے برابر ثواب کو نہیں پہنچ سکتا۔'' (متفق علیہ) اور اس طرح کی بہت سی احادیث وارد ہیں۔

(۳)......اپنے نفس سے محبت کا موازنہ کرنا......اس کا طریقہ یہ ہے کہ ہر انسان اپنے نفس کے سامنے دو چیزیں رکھے، ایک یہ کہ دنیا کی کوئی اس کی غرض فوت ہوتی ہے اور دوسری یہ کہ اگر نبی کریم ﷺ کا دیدار ممکن ہو اور وہ فوت ہو جائے، اب خود فیصلہ کرلے کہ اس کے نفس پر دنیا کی غرض کا فوت ہونا زیادہ گراں ہے یا نبی کریم ﷺ کے دیدار کا فوت ہونا۔ پس اگر وہ محسوس کرتا ہے کہ نبی کریم ﷺ کے دیدار کا فوت ہونا اس پر گراں ہے جبکہ وہ ممکن ہو تو سمجھ لے کہ اسے حضور ﷺ سے زیادہ محبت ہے اور اگر ایسا نہیں ہے تو پھر محبت بھی نہیں ہے اور یہی حال ہے جب آپ کے سامنے دنیاوی غرض ہو اور دوسری طرف سنتِ نبوی کی نصرت اور شریعت کا دفاع اور امت کی خیر خواہی ہو تو آپ دیکھ لیں کہ آپ کس جانب کو ترجیح دیتے ہیں۔

آخر میں، ہم اس کتاب کو اس حدیث اور دعاء پر ختم کرتے ہیں جس کا عنوان ہی محبت ہے۔

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک دن میرا ہاتھ پکڑا اور فرمایا: اے معاذ! بخدا میں تجھ سے محبت کرتا ہوں تو حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے آپ ﷺ سے عرض کیا: یارسول اللہ! میرے باپ اور ماں آپ پر قربان ہو جائیں میں بھی بخدا آپ سے محبت کرتا ہوں آپ ﷺ نے فرمایا: اے معاذ! میں تجھے وصیت کرتا ہوں کہ ہر نماز کے بعد اس دعا کو ہرگز ترک نہ کرنا۔

"اللّٰهم أعنّي علي ذكرك وشكرك وحسن عبادتك."

ترجمہ: ''اے اللہ! اپنے ذکر اپنے شکر اور اپنی اچھی عبادت پر میری مدد فرما۔''

اور ہم کہتے ہیں:

"اللّٰهم إنا نسألك حبّك وحبّ نبيّك سيدنا محمد صلى الله عليه وسلم واجعل حبّك وحبّ نبيّك صلى الله عليه وسلم أحبّ إلينا من أموالنا وأولادنا، وآبائنا وأمهاتنا ومن الماء البارد على الظمأ، اللّٰهم آمين"

ترجمہ: ''اے اللہ! ہم آپ سے آپ کی محبت اور آپ کے رسول سیدنا محمد ﷺ کی محبت کا سوال کرتے ہیں، آپ اپنی محبت اور اپنے نبی ﷺ کی محبت کو ہمارے لیے محبوب بنادیں، ہمارے مالوں، ہماری اولاد، ہمارے باپ اور ماؤں اور اس ٹھنڈے پانی سے جو پیاس کے وقت ملتا ہے، اے اللہ! ہماری دعاء قبول فرما۔

وصلى الله على سيدنا محمد وآله وصحبه وسلم تسليما وسلام على المرسلين والحمد لله رب العالمين

☆......☆......☆